

ہوتی تو فوراً ضرور زائل ہو جاتا، بیماری ضرور رفع ہو جاتی، لیکن مجھ پر دوا کا احساں رہ جاتا، جسے میری خود داری اصل بیماری سے زیادہ مصیبت خیز سمجھتی تھی۔

۲۔ شرح :- قاعدہ ہے کہ جب کسی معاملے کے متعلق فیصلے کی ضرورت پیش آجائے تو بیچ بچاؤ اور صلاح مشورے کے لیے چند آدمی بلا لیے جاتے ہیں تاکہ ان کی وجہ سے اول فریقین کا جھگڑا کوئی نازک صورت اختیار نہ کرنے پاؤں، دوم سمجھانے بجھانے سے فیصلے کی کوئی صورت نکل آئے۔ اب مرزا غالب شکایتیں لے کر محبوب کی بارگاہ میں پہنچے اور گلے شکوے کی داستان شروع کر دی۔ محبوب نے یہ قضیہ نپٹانے کے لیے چند آدمی بلا لینے مناسب سمجھے، مگر ستم ظریفی یہ کہ غالب کے رقیبوں کو بلا لیا، جو پہلے ہی اس غریب کے خلاف اُدھار کھائے بیٹھے تھے۔ اُن سے یہی امید ہو سکتی تھی کہ اول ہر معاملے میں غالب کی مخالفت اور محبوب کی پاس داری کریں گے، دوم گلے شکوے کے سلسلے میں سنجیدگی سے بات سننے اور چھان بین سے حقیقت تک پہنچنے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن رقیبوں سے یہی امید ہو سکتی تھی کہ غالب کی مخالفت میں ایک سنجیدہ معاملے کو تماشے کی صورت دے دیں گے۔ وہ بیچارہ پریشان ہو کر کہتا ہے میں تو صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ آپ نے میری وفاداری کے جواب میں کتنا بُرا سلوک کیا۔ آپ نے رقیبوں کو بلا لیا۔ بھلا سوچئے کہ ان کی کیا ضرورت ہے؟ کیا آپ میرے گلے شکوے کو تماشہ بنانا چاہتے ہیں؟

لطف کی بات یہ ہے کہ محبوب نے رقیبوں کو صرف بلا لیا ہے، وہ پہنچے نہیں اور مرزا غالب احتجاج کر رہے ہیں کہ انھیں کیوں بلا رہے ہو؟

۳۔ شرح :- ہماری قسمت کا فیصلہ تو تیرے خنجر پر موقوف تھا۔ تو نے اس سے کام ہی نہ لیا، یعنی ہم پر اسے آزمایا ہی نہیں۔ اب تو ہی بتا کہ ہم قسمت آزمائی کئے لیے کہاں جائیں؟